عصرِ حاضر میں پاکستان کو درپیش اہم مسائل کے حوالے سے سیرت کی روشنی میں علمی و تحقیقی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور بلوچ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علوم اسلامیہ
وفاقی اردو یونیورسٹی، عبدالحق کیمپس، کراچی

اسلامی جمہوریہ پاکستان وہ خطۂ ارضی ہے کہ جو مسلمانانِ برِصغیر کی طویل جدوجہد، بے پناہ قربانیوں اور مصائب وآلام کے ایک طویل تاریخی سفر کے بعد معرضِ وجود میں آیا۔

یہ ایک وفاقی جمہوریہ ہے۔ اس کا دستوری نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ یوں تو پاکستان کے لفظی معنی ہی اس ملک کی نظریاتی نہج کا پتہ دیتے ہیں، لیکن دستوری نام اس ملک کے باشندوں کی اپنے نظریے سے وابستگی کا پرخلوص آئینی اظہار ہے۔ اہل پاکستان کی غالب اکثریت دین اسلام کی پیرو ہے۔ یہ خطۂ ارض اسلامی ملک ہے۔(۱)

۱۴راگست ۱۹۴۷ء کو حصول آزادی کے بعد مغربی صوبوں اور مشرقی پاکستان پر مشتمل ایک وفاق تشکیل دیا گیا۔ ۱۹۳۵ء کے ایکٹ کو ترمیم کر کے اس کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا، انڈی پنڈنٹ ایکٹ ۱۹۴۷ء کو عبوری دستور کے تحت نافذ کیا گیا۔ اسی اثناء میں دستور ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد کو بحث وتمحیص کے بعد منظور کرلیا گیا، جسے ۱۹۴۹ء میں وزیراعظم لیاقت علی خاں نے پیش کیا تھا۔ ۱۹۵۶ء کا دستور چوہدری محمد علی کی نگرانی میں دوصوبوں پر مشتمل ایک وفاق، پارلیمانی طرزِ حکومت اور اسلامی دفعات پر مبنی ایک دستور منظور کر کے نافذ کردیا گیا۔(۲)

مملکتِ خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے طویل جدوجہد ہوتی رہی ہے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی اسلامی دفعات بھی اسی جدوجہد کا حصہ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا۔ یہ مملکت طویل جہاد

اور جدوجہد کے بعد حاصل ہوئی۔ مسلم دنیا میں اسلامی جمہوریہ پاکستان واحد ایٹمی قوت ہے، اس لحاظ سے یہ اسلام اور مسلم امہ کا قلعہ ہے۔ تاہم آج یہ مملکت بہت سے مسائل اور چیلنجز سے دوچار ہے۔ پیش نظر مقالے میں ان میں سے چند اہم مسائل اور چیلنجز پر گفتگو کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مسائل بہت زیادہ توجہ طلب اور اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم آج جن مسائل اور چیلنجز سے دوچار ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں، تاہم میرے نزدیک ان میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

۱)...... ملی اتحاد، قومی یکجہتی اور اخوت و یگانگت کے جذبے کا فقدان۔

۲)...... فرقہ واریت۔

۳)...... انتہا پسندی۔

۴)...... جہالت و ناخواندگی۔

تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں ان چاروں مسائل کی اہمیت اور ان کا حل پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ ہمارا سب سے پہلا مسئلہ اتحاد و یگانگت سے متعلق ہے۔

☆ **تعلیماتِ نبویؐ میں اسلامی اتحاد و یگانگت کی اہمیت:** یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے امتِ مسلمہ کو جسدِ واحد اور برادری قرار دیا ہے۔ یہ رنگ اسلامی عبادات کا مظہر ہے، خصوصاً حج کے موقع پر بلا تفریقِ رنگ و نسل امتِ مسلمہ کا ہر فرد مساوات کا عملی مظاہرہ کرتا نظر آتا ہے۔ قرآنِ کریم نے اہلِ ایمان کو بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ". (۳)

بلاشبہ، مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں، تو اپنے بھائیوں میں صلح کرادیا کرو، اور خدا سے ڈرتے رہو، تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

ایک مقام پر فرمایا گیا:

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ ..... لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ" (۴)

''اور سب مل کر اللہ کی (ہدایت کی) رسی کو مضبوط پکڑے رہنا اور باہم تفرقہ نہ

ڈالی (متفرق نہ ہونا) اور اللہ کی اس مہربانی کو یاد کرو، جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی، اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے تک پہنچ چکے تھے، تو اللہ نے تمہیں اس سے بچالیا، اس طرح خدا تمہیں اپنی آیتیں کھول کھول کر سناتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔"

رسول اللہ نے فرمایا:

"عن النّعمان بن بشیرؓ قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، مثل المومنین فی تراحمھم وتوادّھم وتعاطفھم کمثل الجسد اذا اشتکیٰ عضوٌ تداعیٰ لہ سائر الجسد بالسّھر والحمیٰ." (۵)

حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا، تو ایمان داروں کو باہمی رحمت ومحبت اور مہربانی میں ایک جسم کی مانند دیکھے گا، جب کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے (تو اس کے سبب) تمام بدن کے اعضاء بیماری اور تپ کو بلاتے ہیں۔

عہدِ حاضر میں مسلم امّہ کے لیے بالعموم اور اسلامیانِ جمہوریہ پاکستان کے لیے بالخصوص یہی درسِ اتحاد و یگانگت اور جذبۂ اخوت واجتماعیت کامیابی کی ضمانت اور فلاح کی نوید ہے۔

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کیا خوب کہتے ہیں:

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی　　اخوت کی جہاں گیری محبت کی فراوانی
بتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر تو ملّت میں گم ہو جا　　نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی (۶)

آج ملک سے مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے، فرقہ واریت سے نجات، دینی اور ملّی یگانگت کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے اخوت ومساوات اور اتحاد ویگانگت کے پیغام کو عام کیا جائے۔

☆...... مذہبی ہم آہنگی کا فروغ اور فرقہ وایت کا خاتمہ: اسلامی معاشرے میں امن کے قیام، مملکت کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ تحمل و برداشت، حلم و بُردباری اور رواداری کو فروغ دیا جائے، یہی وہ تعلیمات ہیں جن پر عمل کر کے ہم فرقہ واریت سے نجات اور ملک سے انتہا پسندی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا فروغ ضروری ہے۔اپنے ''عقیدے کو چھوڑو مت اور دوسروں کے عقیدے کو چھیڑو مت'' کے اصول کو اپنانا ہوگا۔

رسولِ اکرم ا کا ارشادِ پاک ہے:

''عن ابن عمرؓ انه سمع النبیؐ یقول: لا ترجعون بعدی کفّاراً یضرب بعضکم رقاب بعض.'' (۷)

حضرت ابنِ عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، خبردار، میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔(یعنی ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔)

مذہبی معاملات میں جذباتی پن، انتہا پسندی کا حقیقی سبب اور بنیاد ہے۔انتہا پسندی اور فرقہ بندی سے سوائے اسلام اور مسلمانوں کے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہوا۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے۔

ارشادِ ربانی ہے:

''وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَا تَفَرَّقُوْا'' (۸)

''اور سب مل کر اللہ کی رسّی (ہدایت کی رسّی) کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور باہم تفرقہ نہ ڈالنا۔''

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

''وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَاجَآءَ تْهُمُ الْبَيِّنٰتُ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ.'' (۹)

''اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور واضح احکام آنے کے بعد

ایک دوسرے کے خلاف اختلاف کرنے لگے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو جس اعلیٰ درجے کے اخلاق اور اعلیٰ درجے کے طبعی وخُلقی موزونیت سے نوازا تھا، وہ آنے والی صدیوں اور موجودہ وآئندہ نسلوں کے لیے معراجِ کمال ہے اور اسے ہم اعتدالِ فطرت، سلامتِ ذوق، لطافتِ شعور، توازن و جامعیت اور افراط وتفریط سے پرہیز سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب دو کاموں میں کسی ایک کو ترجیح دینی ہوتی تو آپؐ ہمیشہ اسے اختیار فرماتے جو زیادہ سہل ہوتا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا شائبہ نہ ہو۔ اگر اس میں گناہ ہوتا تو آپؐ اس سے سب سے زیادہ دُور ہوتے۔(۱۰)

اسلام اعتدال پسندی کا دوسرا نام ہے، وہ آسانی، لوگوں کو بشارت دینے اور منافرت سے باز رہنے کی تعلیم دیتا ہے، اعتدال اسلامی تعلیمات کی رُوح ہے۔

قرآنِ کریم نے امتِ محمدیہؐ کے متعلق ''وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطاً.'' فرما کر اس کی وضاحت کی۔(۱۱) اور رسولِ اکرمؐ نے ''خیرُ الامور اوسطھا'' فرما کر امتِ مسلمہ کو اعتدال کی راہ اپنانے کی ہدایت فرمائی۔ اسے اُمتِ مسلمہ کا خاص وصف قرار دیا گیا ہے۔(۱۲)

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''عن ابی ھریرةؓ عن النّبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: انّ الدّین یُسرٌ، ولن یشادّالدّین احد الاّ غلبه، فسدّدوا وقاربوا وابشروا، واستعینوا بالغدوة والرّوحة وشیئی من الدّلجة.'' (۱۳)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دین آسان ہے اور جو بھی دین سے زور آزمائی کرے گا، وہ اس پر غالب آئے گا۔ اس لیے میانہ روی (اعتدال کی راہ) اختیار کرو اور اعتدال کے ساتھ چلو،

قریب کے پہلوؤں کی رعایت کرو اور انبساط رکھو، اور صبح و شام اور کسی قدر تاریکیِ شب کی عبادت سے تقویت حاصل کرو۔

تحمل و برداشت اور حلم و بُردباری اسلامی تعلیمات کا امتیازی پہلو ہے۔

متعدد صحابۂ کرامؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت کیجیے، ارشاد ہوا، غصہ نہ کیا کرو، برداشت سے کام لو، انہیں یہ بات معمولی معلوم ہوئی تو دوبارہ، پھر سہ بارہ سوال کیا تو آپؐ نے ہر دفعہ فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (۱۴)

اس سے معلوم ہوا کہ صبر و برداشت اور تحمل و رواداری کو اپنا کر ہم ملک سے فرقہ واریت اور شدت پسندی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔

قرآنِ کریم میں فرمایا گیا:

"فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ." (۱۵)

"اور برداشت کیجیے، جس طرح ہمت اور عزم والے پیغمبروں نے برداشت کیا۔

ایک مقام پر فرمایا گیا:

"وَلَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ." (۱۶)

اور البتہ جس نے برداشت کیا اور معاف کیا، تو وہ بے شک ہمت کے کام ہیں۔ (۱۷)

"حِلم و بُردباری" کا مفہوم یہ ہے کہ انتقام کی قدرت کے باوجود کسی ناگوار یا اشتعال انگیز بات کو برداشت کر لیا جائے اور زیادتی کرنے والے کو کوئی سزا نہ دی جائے، یہ صفتِ خداوندی ہے، جو قدرت کے باوجود انسانوں کی بُرائیوں کو نظر انداز کرتا ہے، اہلِ ایمان سے بھی اس کا تقاضا کیا گیا ہے کہ وہ بھی اسے اپنائیں۔

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"من كظم غيظاً وهو يستطيع ان ينفذه دعاه الله يوم

القیامة علی رؤس الخلائق حتیٰ یخیره فی ایّ الحور شاء." (۱۸)

جو شخص قدرت کے باوجود غصّے کو ضبط کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن سب کے سامنے بلا کر انعام کا مستحق قرار ٹھہرائے گا۔

اسوۂ نبویؐ ہمارے لیے بہترین نمونۂ عمل ہے، اس کی پیروی ہی ہمارے تمام مسائل کا حل اور کامیابی کی ضمانت ہے۔

ملک میں تعلیم کا فروغ، جہالت و ناخواندگی کا خاتمہ: امام الانبیاء، سرورِ کائنات ﷺ نے علم، تعلیم اور علماء کے بے شمار فضائل بیان فرمائے، آپؐ نے حصولِ علم کو امّت مسلمہ کا دینی اور اجتماعی فریضہ قرار دیا ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے آپؐ کے ارشادات ملاحظہ ہوں:

☆ **عن ابی هریرةؓ قال، قال رسول اللّٰه ﷺ: من یرد اللّٰه به خیرا یفقهه فی الدین (۱۹)**

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ جس کی بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دینی بصیرت عطا کرتے ہیں۔

آپؐ کا ارشادِ گرامی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ان الفاظ میں مروی ہے:

"عن ابن عباس قال، قال رسول اللّٰه ﷺ: فقیه واحد اشد علی الشیطان من الفِ عابد." (۲۰)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ (عالم) شیطان کے مقابلے میں ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

"عن انسؓ قال، قال رسول اللّٰه ﷺ: من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل اللّٰه حتی یرجع (۲۱)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے

(گھر سے) نکلے وہ جب تک گھر واپس نہ آجائے اللہ کی راہ میں ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

عن انسؓ قال، قال رسول اللہ ﷺ: طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم (۲۲)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حصولِ علم ہر مسلمان پر واجب ہے۔

آپؐ کے ان ارشاداتِ گرامی سے اسلامی معاشرے میں علم کی عظمت واہمیت اور اس کے فروغ کے بارے میں پتا چلتا ہے۔

قیام پاکستان کے فوراً بعد (۲۷ نومبر تا یکم دسمبر ۱۹۴۷ء) منعقد ہونے والی تعلیمی کانفرنس، پاکستان کے نظام تعلیم کی بنیاد بنی۔ اس اساس پر مستقبل کی تعلیمی پالیسیوں کی عمارت اٹھائی گئی۔ اس کانفرنس کا اہم مقصد، نظریاتی مملکت، پاکستان کے لیے ایک ایسا نظام تعلیم تجویز کرنا تھا جو اسلامی نظریہ حیات سے ہم آہنگ ہو اور نئی مملکت کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ یہ کانفرنس قائداعظم کے اعلان (۱۱ اکتوبر ۱۹۴۷ء) کی عملی تفسیر تھی، جس میں انہوں نے فرمایا تھا:

> ''پاکستان جس کے لیے ہم گزشتہ دس سال سے جدوجہد کر رہے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ آج ایک مسلمہ حقیقت ہے لیکن اپنے لیے ایک مملکت قائم کرنا ہی ہمارا مقصود نہیں تھا بلکہ یہ حصول مقصد کا محض ایک ذریعہ تھا۔ خیال یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت کے مالک ہوں، جہاں ہم اپنی روایات اور تمدنی خصوصیات کے مطابق ترقی کر سکیں اور جہاں اسلام کے عدل ومساوات کے اصولوں کو آزادی سے برسرِ عمل آنے کا موقع حاصل ہو''۔ (۲۳)

پاکستان تعلیمی کانفرنس ۱۹۴۷ء ملک میں تعلیمی نظام کی تشکیل جدید کے حوالے سے اب تک ہونے والی تمام تعلیمی پالیسیوں کا نقطہ آغاز اور اساس ہے، یہ اور اس کے بعد تمام تعلیمی پالیسیوں کے مطالعے سے درج ذیل مشترکہ نتائج وثمرات سامنے آتے ہیں:

(۱) پاکستان نظریاتی طور پر اسلام سے گہری وابستگی اور مناسبت رکھتا ہے، لہٰذا پاکستان کے تعلیمی نظام کو بھی اسلامی ہونا چاہیے۔

(۲) تعلیم کو اسلامیانے کا حقیقی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اس کے ذریعے طلبہ کے قلب و ذہن میں روحانی اور اخلاقی اقدار کو راسخ کیا جائے۔

(۳) تعلیمی نظام کو اسلامی روایات اور تہذیبی ورثے کا آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں بھی ترقی کا حامل ہونا چاہیے۔

(۴) تعلیمی نظام امتِ مسلمہ میں باہمی تعاون، محبت، ہمدردی کے جذبات ابھارنے کا مؤثر ذریعہ ہو۔(۲۴)

حقیقت یہ ہے کہ آج کی دنیا میں اقوام عالم میں کامیابی کا واحد زینہ علم ہے۔ بدقسمتی سے مسلم ممالک دیگر معاملات کی طرح تعلیم میں بھی بہت پیچھے ہیں۔ بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان میں خواندگی کی شرح بہت کم ہے۔ موجودہ حالات اس کے متقاضی ہیں کہ ہم ملک میں تعلیمی انقلاب برپا کریں۔ ہمارے بیش تر مسائل کی بنیادی وجہ جہالت اور ناخواندگی ہے۔ جب تعلیم عام ہوگی تو لوگوں میں شعور آئے گا۔ آگہی کو فروغ حاصل ہوگا۔ اس طرح ہم ملک سے انتہا پسندی، فرقہ واریت اور دیگر برائیوں کو ختم کر سکیں گے۔ لہٰذا ملک میں تعلیم کو عام کرنا سب سے اہم فریضہ ہے۔ اور تعلیم اسی وقت عام ہوگی جب ہم رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر پیرا ہوتے ہوئے اس کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کے فروغ میں اپنا کردار ادا کریں۔ معاشرے میں تبدیلی کا عمل تعلیم کے فروغ سے ہی ممکن ہے۔ یہ ہمارے کئی مسائل کو حل کر سکتی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) ڈاکٹر منظور الدین احمد، پاکستان، آزادی کا ناتمام سفر، مکتبۃ الحق، کراچی، ص ۱۲۷

(۲) ایضاً ص ۱۵۳

(۳) الحجرات/۱۰

(۴) آلِ عمران، آیت ۱۰۳

(۵) مسلم/الجامع الصحیح ۲۰/۸، باب تراحم المومنین

(۶) حافظ محمد ثانی، ڈاکٹر/محسنِ انسانیتؐ، ۱۹۹۹ء، ص ۲۸۸

(۷) اقبال/کلیاتِ اقبال، ص ۳۸۳

(۸) آلِ عمران/۱۰۳

(۹) آلِ عمران/۱۰۵

(۱۰) ابوالحسن علی ندوی، مولانا، نبی رحمتؐ، کراچی، مجلس نشریاتِ اسلام، ص ۵۸۳

(۱۱) البقرہ/۱۴۳

(۱۲) دیکھیے: بنی اسرائیل/۲۹، الفرقان/۴، بنی اسرائیل ۲۶، ۲۷

(۱۳) بخاری/الجامع الصحیح ۱/۳۹

(۱۴) المنذری/الترغیب و الترھیب، قاہرہ، ادارۃ الطباعة المنیریه

(۱۵) الاحقاف/۳۵

(۱۶) الشوریٰ/۴۰

(۱۷) نیز دیکھیے: البقرہ/۲۲۵، آلِ عمران/۱۵۵، النساء/۱۲، الحج/۵۹، البقرہ ۲۶۳

(۱۸) ترمذی/الجامع ۴/۳۷۲

(۱۹) احمد بن حنبل، امام/ المسند، مصر، دار المعارف، ۱۹۳۲، ۱۲/ ۱۸۰

(۲۰) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، امام / الجامع الصحیح، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ۱۹۵۴، ۵/ ۴۸

(۲۱) ترمذی/الجامع ۵/۲۹ (باب فضل طلب العلم)

(۲۲) ابن ماجہ/السنن، قاہرہ، مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۹۵۳، 1/81

(۲۳) شمیم حیدر ترمذی/ اسلام کا نظامِ تعلیم صفحہ ۱۷۱

(۲۴) ایضاً صفحہ ۱۸۴